طلب معاش کی اہمیت، اس کی ترقی اور اس میں رکاوٹ بننے والے اسباب قرآن اور سنت کی روشنی میں

Significance of Earning Livelihood and the Obstacles in its way in the Light of Quran and Sunnah

Dr. Khair Muhammad Asif Memon*
Dr. Aijaz Ali Khoso**

Abstract
Trade has been considered as the most important mode of caring livelihood. Trade is considered as sole biggest medium because all other modes carry secondary position, as they all derive from trade in one way or other. That's way crafts and services have gained much success in this era of machinery and technology. In spite of all this trade assumes the same highest positions in this era too. Islam has not left trade on its own but has framed principles to address it. These principles are not only helpful for individual scale but they give benefits to whole community. It benefits in this world and hereafter of its users. Islam is an eternal religion, so it addresses all problems of this era and of upcoming in its teachings. We can gain both worldly and hereafter benefits by acting over Islamic principles. We have glorious examples of past traders who visited the whole world in order to carry trade. They trade far and wide on the basis of Islamic principles. They not only maintained their businesses, but also preached Islam through their just dealings and humble behavior. Their customers or the people who come into their company were so impressed that they not only became Muslims but also changed their traditions, Customs, culture and even languages with according the Islamic fold.This article discussed the reasons that exploit the beauty of Trade.
Keywords: Trade, live hood, principles, dealings, loss, Market.

تعارف (Introduction):

آج پوری دنیا ایک گاؤں (Global Village) بن چکی ہے، خرید وفروخت کی ایسی نت نئی صورتیں سامنے آرہی ہیں جو زمانہ ماضی میں پیش نہیں آئیں۔ مختلف مذاہب اور مسالک کے لوگوں کے درمیان خرید وفروخت جدید سے جدید طریقوں جیسے Internet Telephone, E-mail, اور Fax وغیرہ سے ہو رہی ہے۔ ہزاروں میل دور بیٹھے لوگ، بن دیکھے لاکھوں ڈالروں کے سودے کر رہے ہیں۔ مصنوعات (Products) کے مارکیٹ میں آنے سے پہلے دنیا کو اس تعارف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے فوائد اور نقصانات کا علم بھی ہو جاتا ہے۔ مصنوعات کے مارکیٹ میں آنے سے پہلے بلکہ بسا اوقات اس کے وجود سے بھی پہلے اس کی خرید وفروخت شروع ہو جاتی ہے۔ ایسے حالات میں بہت سے ایسے معاملات کی صورتیں بن رہی ہیں جو شریعت کی رو سے ممنوع ہیں۔ ایسے معاملات کا عوام کو تو کیا خواص کو بھی اس کے عدم جواز کا ادراک تک نہیں ہوتا۔ ایسے ناجائز معاملات کرنے اور ان سے آمدنی کھانے کی وجہ سے ایک طرف ہم مسلسل قہر الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں، دوسری طرف ان معاملات کا براہ راست اثر ہماری عبادات اور دعاؤں پر بھی پڑ رہا ہے، جس کے

* J.S.T, Govt. High School Hala, Education & Literacy Department, Govt. of Sindh.
** Assistant Professor, University od Sufism and Modern Science, Bhitshah

باعث مسلمان دنیا اور آخرت کے خسارے سے دوچار ہیں۔ان حالات میں اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ ایسے معاملات میں غور و فکر کر کے ان کو یکجا کیا جائے اور ان میں جو خامیاں ہیں ان کو واضح کیا جائے تاکہ حرام خوری اور اس کے نتائج سے حفاظت ہو اور امت حلال وطیب کو استعمال کر کے اللہ تبارک تعالی کی خوشنودی حاصل کرے۔

اہمیت اور ضرورت:

موجودہ دور میں تجارت اور اقتصادیات نے ایک مستقل علم کی حیثیت اختیار کر لی ہے اور دنیا میدان معیشت میں اشتراکیت کو مسترد کر چکی ہے، سرمایہ دارانہ نظام تباہی کے کنارے پر ہے، ایسے حالات میں دنیا ایسے نظام کی تلاش میں ہے جو دنیا کے مسائل کو حل کر سکے اور اس کا تحفظ کرے اور وہ ہے اسلامی نظام معیشت۔اس وجہ سے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ دنیا کو اسلامی نظام معیشت کی خصوصیات سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ معاشی نظام کے تحت ہونے والے کاروبار اور تجارت کی جو نت نئی صورتیں پیدا ہو رہی ہیں، ان صورتوں کا جائزہ لے کر اس کے خدوخال کو بیان کیا جائے۔اس موضوع پر حضرات فقہائے کرام نے اپنے زمانے میں کتب فقہ کے مختلف ابواب کے ضمن میں اصولی قواعد بیان فرمائے ہیں، مگر وقت کے گذرنے کے ساتھ یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اس موضوع پر جدید طرز پر مزید کام کیا جائے۔ خصوصاجب موجودہ دور میں جہاں ایک عقد کے ضمن میں کئی عقود شامل ہوتے ہیں، ایسے عقود کی انجام دہی میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔موجودہ زمانے میں ایسے معاملات کی طرف یا توجہ نہیں دی گئی یا ایسا کام کیا گیا ہے جس پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ذیل کا مقالہ اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

تجارت کی معنی:

بیع کا ہم معنی لفظ تجارت ہے۔تجارت باب نصر سے آتا ہے، اسی معنٰی میں باب افعال سے اتجر يتجر اتجارا آتا ہے۔تاجر کی جمع تجر، تجار اور تجار آتی ہے۔عرب اصل میں تاجر شراب فروش کو کہتے ہیں۔تاج العروس میں ہے:

"أصل التاجر عندهم الخمار يخصونه من بين التجار، ومنه حديث أبي ذر(كنا نتحدث أن التاجر فاجر)"[(1)]

ترجمہ: "عرب کے ہاں تاجر کی اصل خمار فروش ہے، وہ اس کو دوسرے تاجروں سے ممتاز رکھتے ہیں اور اسی سے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ ہم آپس میں باتیں کرتے کہ تاجر فاجر ہے۔"

علامہ زبیدیؒ نے تجارت کی تعریف ان الفاظ سے فرمائی ہے:

"التجارة تقليب المال لغرض الربح" [(2)]

ترجمہ: "نفع کی غرض سے مال کو تبدیل کرنے کو تجارت کہتے ہیں۔"

مجازاً تجارت رابحہ عمل صالح کو اور تجارت خاسرہ معاصی کو کہتے ہیں۔اسی سے اللہ پاک کا ارشاد:

"أولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى فما ربحت تجارتهم" [(3)]

ترجمہ: "یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی خرید لی ہدایت کے بدلے سو نہ تو ان کی تجارت ہی سود مند ہوئی نہ وہ ہدایت پانے والے ہوئے" آتی ہے۔"

"البيع ضد الشراء، والبيع: الشراء أيضا، وهو من الأضداد وبعت الشيء شريته، قال أبو عبيد: كان أبو عبيدة وأبو زيد وغيرهما من أهل العلم يقولون إنما النهي في قوله لا يبع على بيع أخيه إنما هو لا يشتر على شراء أخيه، فإنما وقع النهي على المشتري" (4)

اس ہی معنی میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله" (5)

ترجمہ: "اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضاجوئی کے لیے اپنے آپ کو بیچ دیتے ہیں"

بیع میں خرید اور فروخت دونوں واقع ہوتی ہیں، اسی بات کی طرف علامہ علی حیدرؒ نے "مبادلة الشئی بالشئ" (6) میں مبادلہ کی لفظ سے اشارہ کیا ہے جو کہ جانبین کا وظیفہ ہے۔ لفظ بیع کے اشتقاق کے بارے میں الانصاف میں ہے کہ بیع کا لفظ باع سے مشتق ہے، باع کی معنٰی بازو کے ہیں اور بیع کو بھی بیع اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں فروخت کنندہ اور بیچنے والوں میں ہر ایک دوسرے کی طرف لینے اور دینے کے لیے اپنی بازؤوں کو پھیلاتے ہیں، یا پھر بیع کا لفظ "مبایعۃ" سے اخذ شدہ ہے۔ اس کی معنٰی ہاتھ میں ہاتھ دینا اور مصافحہ کرنا ہے اور اسی سے بیعت کا لفظ ہے۔ عرب میں بیع کے وقت بھی ہاتھ ملائے جانے کی عادت کی وجہ سے اس کو بیع کہا جاتا۔ ابن رزینؒ نے کہا کہ بیع بائع سے ماخوذ ہے، اس میں ہر ایک دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے، اس لیے اس کو بیع کہا جاتا ہے اور اسی وجہ سے بیع کو صفقہ بھی کہا جاتا ہے۔ (7)

بیع کی مشروعیت:

بیع کی مشروعیت قرآن، سنت، اجماع اور قیاس سے ثابت ہے۔ قرآن مجید کی بہت آیات خرید و فروخت کی مشروعیت پر دال ہیں جیسے ارشاد خداوندی ہے:

"احل الله البيع وحرم الربوا" (8)

ترجمہ: "اللہ تعالی نے خرید و فروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔"

طحاوی شریف کی درج ذیل روایت سے بھی بیع کی اباحت کا علم ہوتا ہے جو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے:

"كانت عكاظ ومجنة وذو المجاز أسواقا في الجاهلية يتجرون فيها , فلما جاء الإسلام كأنهم تأثموا منها , فسألوا النبي صلى الله عليه وسلم , فنزلت: {ليس عليكم جناح} [البقرة: 198] أن تبتغوا فضلا من ربكم في مواسم الحج" (9)

ترجمہ: "عکاظ، مجنہ اور ذو المجاز جاہلیت میں بازاریں تھیں جن میں لوگ تجارت کرتے تھے، پھر جب اسلام آیا تو لوگوں نے ان میں

تجارت کرنا گناہ سمجھا، انھوں نے آپ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو سورہ بقرہ کی آیت لیس علیکم جناح الخ آیت نازل ہوئی کہ حج کی موسم میں تجارت کرنے میں کچھ حرج نہیں۔"

اجماع سے بھی خرید وفروخت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے:

"قال الحافظ في الفتح أجمع المسلمون على جواز البيع" (10)

ترجمہ: "حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا بیع کے جواز پر اجماع ہے۔"

قیاس سے بھی خرید وفروخت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے کہ انسان مختلف انواع کی اشیاء کا محتاج ہوتا ہے، ان تمام اشیاء کو بذات خود حاصل کرنے پر وہ قادر نہیں مثلاً زمین میں بیج ڈالنا، اس کی خدمت کرنا، حفاظت کرنا، کٹائی، گہائی، پسائی کا کام کرنا، ایسے ہی اپنے ہاتھ سے کپڑے بنانے کے جو مراحل ہیں ان سب کو اکیلا انسان عبور نہیں کر سکتا، ان اشیاء کا حصول یا بیع کے ذریعے ہوگا یا سوال اور غصب سے ہوگا یا پھر انسان اپنی سب ضروریات کو دبا کر صبر کرے، بیع کے علاوہ باقی طریقوں میں بڑا فساد ہے، تو بیع ہی کسی چیز کے حصول کا بڑا ذریعہ ہوا۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ فرماتے ہیں:

"الأصل في البيوع الإباحة، قال الإمام الشافعي فأصل البيوع كلها مباح إذا كانت برضا المتبايعين الجائزي الأمر فيما تبايعا، إلا ما نهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم منها، وما كان في معنى ما نهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم محرم بإذنه داخل في المعنى المنهي عنه، وما فارق ذلك أبحناه بماوصفنا من إباحة البيع في كتاب الله تعالى أي في قوله سبحانه: وأحل الله البيع [البقرة:275/ 2] وقوله: إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم [النساء:29/ 4]" (11)

ترجمہ: "بیوع میں اصل اباحت ہے، امام شافعیؒ نے فرمایا جب شرائط کے پائے جانے والے متعاقدین نے بیع کی ہو تو اس وقت بیوع کی اصل اباحت ہے الا یہ کہ ایسی بیع ہو جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہو اور وہ بیع (جس سے صراحتاً تو منع نہ فرمایا ہو مگر) وہ نہی کی معنیٰ میں داخل ہو تو وہ بیع بھی منہی عنہ ہے اور جو اس کے علاوہ ہو اس کو ہم اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ہم نے بیع کو حلال کیا" اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد " سوائے اس کے جو تجارت باہمی رضامندی سے ہو" کی وجہ سے مباح جانیں گے۔"

خرید وفروخت کے مسائل کا علم:

خرید وفروخت میں ایک یہ بات اہم ہے کہ تجارتی مسائل کا علم حاصل کیا جائے، علم کے بغیر اگر تجارت کی جائے گی تو ایسا آدمی سودی، غرر، قمار وغیرہ جیسے معاملات کرنے لگے گا، جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا مستحق بن جائے گا۔ زمانہ ماضی میں مسلمان حکمرانوں اور ارباب حل وعقد کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ تجار معیشت کے احکام سیکھ کر تجارت کریں تاکہ سود اور دیگر ناجائز وحرام معاملات سے بچ سکیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے وقت میں حکم جاری فرمایا:

"لا يبع في سوقنا إلا من قد تفقه في الدين" (12)

ترجمہ: "ہماری بازار میں صرف وہ شخص تجارت کرے جس کو دین میں تفقہ حاصل ہو۔"

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے تجارت کی اہمیت کو اجاگر کر کے لکھتے ہیں کہ جس طرح دنیا میں بغیر کھائے پیئے جینا ناممکن ہے تو اس دنیا میں رہ کر کسب بھی ضروری ہے، اس لیے کمانے کے صحیح طریقوں کو جاننا بھی ضروری ہے۔(13)

تجارت کی اہمیت کا اندازہ س امر سے باآسانی ہو سکتا ہے کہ مسلمان جب مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے اس وقت مدینہ میں یہود کی بازاریں اور ان یہود کی تجارت زوروں پر تھی۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے الگ بازار قائم کرنے کی فکر فرمائی۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی مختلف جگہوں کا خود معاینہ کیا۔ ایک جگہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ جگہ مسلمانوں کی بازار کے لیے مناسب نہیں۔ اس طرح دوسری جگہ کا معاینہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ جگہ بھی مناسب نہیں۔ اس کے بعد تیسری جگہ کا جب معاینہ فرمایا اور اس کا چکر لگایا تو کہا کہ یہ جگہ مناسب ہے۔ اس میں کمی بھی نہیں ہو گی اور ٹیکس بھی نہیں لگایا جائے گا۔ مسند ابن ماجہ کی روایت ہے:

"أن رسول الله صلى الله عليه و سلم ذهب إلى سوق النبيط . فنظر إليه فقال (ليس هذا لكم بسوق) ثم ذهب إلى سوق . فنظر إليه فقال (ليس هذا لكم بسوق) ثم رجع إلى هذا السوق فطاف فيه ثم قال (هذا سوقكم . فلا ينتقصن ولا يضربن عليه خراج)" (14)

ایک جگہ آپ ﷺ نے قریش کو ہدایت فرمائی :

"يا معشر قريش لا يغلبنكم الموالي على التجارة ، فان الرزق عشرون بابا ، تسعة عشر منها للتاجر ، وباب واحد منها للصائغ ، وما أملق تاجر صدوق ، إلا فاجر حلاف مهين" (15)

یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انسانی ضروریات کا عمومی تعلق انسانی معیشت کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"ولقد مكناكم في الأرض وجعلنا لكم فيها معايش قليلًا ما تشكرون" (16)

ترجمہ: ہم نے تم کو زمین میں اختیار دیا ہے اور تمہاری معیشت کے اسباب اس میں رکھ دیے ہیں۔

معاش میں کامیابی اور برکت کے منصوص اصول:

قرآن اور حدیث اور نصوص میں اگر غور اور فکر کیا جائے تو کچھ ایسی ہدایات اور نصوص سامنے آتی ہیں جو انسان کے معاش میں کامیابی اور برکت کی خبر دیتی ہیں۔ تتبع اور غور و فکر کرنے سے معیشت میں حصول برکت کے درج ذیل اصول ظاہر ہوتے ہیں:

1۔ تاجر کا مؤمن اور پرہیزگار ہونا ضروری ہے، تقوٰی کو قرآن مجید میں برکت کا سبب بتایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"ولو أن أهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركاتٍ من السماء والأرض" (17)

ترجمہ: "اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے۔"

2۔ سچائی اور خریدار کی خیر خواہی کرنا برکت اور خوشحالی کا باعث ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"البیعان بالخیار ما لم یفترقا، فإن صدقا وبینا بورك لهما فيبيعهما، وإن كتما وكذبا محقت البركة من بيعهما"[18]

ترجمہ: بائع اور مشتری کے الگ ہونے سے پہلے ان میں سے ہر ایک مختار ہوتا ہے، اگر انھوں نے سچ بولا اور درست بات کی تو ان کو برکت دی جائے گی اور اگر انھوں نے (حقیقت) چھپائی اور جھوٹ بولا تو ان کے سودے سے برکت ختم کی جاتی ہے۔

3۔ صبح جلد کاروبار شروع کرنے سے بھی کاروبار میں برکت آتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"اللهم بارك لأمتي في بكورها" [19]

ترجمہ: "اے اللہ میری امت کے صبح کے وقت میں برکت عطا فرما۔"

4۔ اللہ تعالی کے عطا کردہ رزق پر رضامند رہنا اور اس پر شکر کرنا بھی رزق میں برکت کا سبب ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"فمن رضي بماقسم الله له، بارك الله له فيه، ووسعه، ومن لم يرض لم يبارك له" [20]

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالی کی تقسیم پر راضی ہوا تو اللہ تعالی اس کو برکت دیں گے اور جو راضی نہ ہوا تو اس کو برکت نہ دی جائے گی۔

5۔ زکوۃ کو ادا کرنا اور صدقہ، خیرات کرنا طہارت اور برکت کا سبب ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"خذمن أموالهم صدقةً تطهرهم وتزكيهم بها" [21]

ترجمہ: "آپ ان کے اموال سے صدقہ لے لیجئے جو انہیں (ظاہر اور باطن میں) پاک کرے گا۔"

6۔ حرام اور مشتبہ معاملات سے پرہیز کرنا بھی مال میں اضافے کا سبب ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"يمحق الله الربا ويربي الصدقات" [22]

ترجمہ: "رب تعالی سود کو کم کرتا ہے اور صدقات کو بڑھاتے ہیں۔"

7۔ غیر منقولہ جائیداد کو آدمی بغیر کسی مجبوری کے نہ بیچے، اگر کسی مجبوری کے باعث غیر منقولی چیز دکان، گھر وغیرہ کو بیچے تو اس سرمایہ کو دوبارہ غیر منقولی اشیاء کی خریداری میں لگانے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"من باع دارا أو عقارا، فلم يجعل ثمنها في مثله، كان قمنا أن لا يبارك له فيه" [23]

ترجمہ: جس نے گھر یا دوسری غیر منقولی چیز بیچی پھر اس نے اس کے ثمن کو اس کے مثل غیر منقولی چیز نہ خریدی تو مناسب ہے کہ اس کے لیے اس میں برکت نہ دی جائے۔

کاروباری معاملات میں توکل:

کاروبار میں دلیری اور توکل کو انتہائی زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ توکل کی معنٰی سے بہت سے افراد بے خبر ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی توکل کی معنٰی ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

" توکل کی معنی ہیں ان تمام جائز اسباب اور جائز وسائل وذرائع کو شریعت کی حدود کے اندر استعمال کرنا جو حصول رزق کے لیے ناگریز ہیں اور پھر نتیجہ کو اللہ پر چھوڑ دینا" (24)

بڑی تباہی اس توکل میں ہے جس میں آدمی کام کو چھوڑ کر بیکار بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ کام اور محنت کا مددگار صحیح شرعی توکل ہے جو محنت، حرکت اور چستی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مزید وضاحت آپ ﷺ نے اس اعرابی کو ارشاد فرمائی جب اس نے ارادہ کیا کہ اپنی اونٹنی کو کھلا چھوڑ دے اور اللہ تعالی پر توکل کرے تو آپ ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا:

"اعقلها وتوكل" (25)

ترجمہ: "اونٹنی کو باندھو اور توکل کرو۔"

اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے مختصر الفاظ میں توکل کی تفسیر فرمادی کہ دونوں کاموں کو ساتھ کرو کہ سبب بھی اختیار کرو اور رب شانہ پر بھروسہ بھی کرو۔ اللہ تعالی اس سبب کو اونٹنی کی حفاظت کا ذریعہ بنائیں گے کہ کوئی چور بھی نہیں پہنچے گا اور کوئی بچہ بھی اس کی رسی نہیں کھولے گا۔ یہ ہی صحیح شرعی توکل ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر کام اسباب اختیار کرنے کے ساتھ کیا جائے پھر اللہ تعالی پر توکل کیا جائے۔ جب اس طرح سے عمل کیا جائے گا تو پھر درست نتائج سامنے آئیں گے۔ اگر صرف توکل بغیر عمل کے ہو یا عمل بغیر توکل ہو تو اس سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔

حلال کی برکت اور حرام کی نحوست:

انسانی جسم سے جس طرح مادی غذا کا تعلق ہے اور اسی پر انسانی زندگی موقوف ہے کہ اگر اچھی غذا استعمال کی جائے تو صحت اچھی رہتی ہے اور اگر خراب اور سڑی ہوئی غذا استعمال کی جائے تو صحت خراب ہوتی ہے، اسی طرح غذا کا انسانی جسم کے ساتھ روحانی تعلق بھی ہے کہ اگر حلال اور پاکیزہ غذا استعمال کی جائے تو انسانی جسم سے نکلنے والے اعمال بھی اچھے ہوتے ہیں اور اگر حرام اور نجس اشیاء استعمال کی جائیں تو انسان کے اعمال اور کردار بھی عمدہ نہیں رہتا۔ اللہ تبارک و تعالی نے انسانوں کے لیے طیب اشیاء کو حلال اور خبیث اشیاء کو حرام بتایا۔ جب کسی چیز کو اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے تو مخلوق پر اس کے خبث اور ضرر کی وجہ سے اس کو حرام قرار دیا ہے، پھر چاہے مخلوق کو اس کے خبث کا علم ہو یا نہ ہو، البتہ بعض اہل ادیان پر کچھ چیزیں سزا کے طور پر بھی حرام کی گئیں جیسے یہود کے لیے ناخن والے جانور، چربی وغیرہ ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے حرام قرار دی گئیں۔ حرام اشیاء کا خبث کبھی واضح ہوتا ہے کہ اس کو ہر کوئی جانتا ہے جیسے شراب اور مردار کو استعمال کرنے سے عقل، مال اور بدن کو نقصان پہنچنے کو ہر کوئی جانتا ہے اور کچھ حرام چیزوں کا خبث اور ضرر مخفی ہوتا ہے اس کو ہر کوئی نہیں جانتا جیسے خنزیر کی قباحت کو ہر کوئی نہیں جانتا۔ مومن کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ جن اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان ضرور نقصان ہوتا ہے۔

انسان کی معاشی زندگی میں حلال کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ انسان پر ضرورت کے بقدر حلال رزق کا حصول فرض ہے۔ حصول رزق کو

دوسرے فرائض کے بعد اہم ترین فریضہ کہا گیا ہے۔اسلام نے معاشی سرگرمیوں کے لیے انسان کو بالکل آزاد نہیں چھوڑا، بلکہ اس کو کچھ ہدایات دی ہیں جو انسان کو کامیابی کی طرف گامزن کرتی ہیں۔اللہ تعالی نے انسانوں کو حلال اور طیب کھانے کی ترغیب دی ہے، اللہ تعالی کا رشاد ہے:

"يا أيها الناس كلوا مما في الأرض حلالا طيبا ولا تتبعوا خطوات الشيطان" (26)

ترجمہ: "اے لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ اشیاء اور پیروی نہ کرو شیطان کی۔"

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''پہلی آیات (167-165) میں شرک کی خرابی بیان فرما کر اب تحریم حلال سے ممانعت کی جاتی ہے،جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ زمین میں پیدا ہوتاہے اس میں سے کھاؤ، بشرطے کہ وہ شرعاً حلال اور طیب ہو،نہ تو فی نفسہ حرام ہو جیسے مردار اور خنزیز اور مااھل بہ لغیر اللہ (جن جانوروں پر اللہ کے سوا کسی اورکانام پکارا جائے اوراس کی قربت مقصودان جانوروں کے ذبح سے ہو) اور نہ کسی امر عارضی سے اس میں حرمت آگئی ہو جیسے غصب، چوری، رشوت، سود کا مال کہ ان سب سے اجتناب ضروری ہے اور شیطان کی پیروی ہرگز نہ کرو کہ جس کو چاہا حرام کرلیا جیسے بتوں کے نام کے سانڈ وغیرہ اور جس کو چاہا حلال کرلیا جیسے مااھل بہ لغیر اللہ وغیرہ۔'' (27)

حلال اشیاء کا استعمال اور کاروبار:

اللہ رب العزت نے صرف کچھ اشیاء کو حرام فرمایا جن کو کتاب اور سنت میں ذکر کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قل لا أجد في ما أوحي إلي محرمًا على طاعمٍ يطعمه إلا أن يكون ميتةً أو دمًا مسفوحًا أو لحم خنزيرٍ فإنه رجسٌ أو فسقًا أهل لغير الله به" (28)

ترجمہ: "(ان سے) کہہ دو کہ میں بہر حال کسی بھی چیز کو حرام نہیں پاتا اس وحی میں جو بھیجی گئی ہے میری طرف (میرے رب کی جانب سے) کسی بھی کھانے والے پر، جو اسے کھاتا ہو، مگر یہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون، یا سور کا گوشت کہ یہ نری نجاست ہے، یا وہ چیز جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو"

قرآن شریف اور احادیث شریفہ میں کثرت کے ساتھ حلال کھانے اور اور حرام سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، مسلم شریف میں آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے:

"أيها الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا إني بما تعملون عليم وقال يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يا رب يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فأنى يستجاب لذلك" (29)

ترجمہ: "اے لوگو بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور وہ پاک کے علاوہ کسی چیز کو ہی قبول نہیں کرتے، بے شک اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو بھی وہی حکم فرمایا ہے جو اپنے رسولوں کو فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" اے پیغمبرو! پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک اعمال کرو، تم جو اعمال کرتے ہو ان سے میں باخبر ہوں، اور ارشاد فرمایا "اے ایمان والو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے آپ کو رزق میں دی ہیں" پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے، پراگندہ حال اور غبار آلود بالوں والا آسمان کی طرف اپنے ہاتھ بڑھاتا ہے، اور کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہوتا ہے اور اس کا پینا حرام ہوتا ہے، اس کی نشو نماء حرام سے ہوئی، تو کہاں سے اس دعا قبول ہوگی؟"

نیا کاروبار شروع کرنے میں کا اصول: بنیادی ضروریات کی تکمیل:

ہر انسان کو کچھ ضرریات ہوتی ہیں۔ اسلامی معیشت کا ایک اہم اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ عوام کو ضرورت کی اشیاء فراہم ہوں، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ حکومت مطلوبہ خدمات اور اشیاء عوام کو ان کے گھر کی دہلیز پر پہچائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت روزگار، اشیاء و خدمات ضروریہ وغیرہ کا انتظام کرے تاکہ معاشرے کے تمام افراد اپنی ضرورت کے مطابق اس سے انتخاب کرسکیں، البتہ اگر کوئی معذور، مریض، بوڑھا ہو یا کوئی بے روزگار یا کسی حادثے کی وجہ سے معذور ہو جائے اور اس کا کوئی کفالت کرنے والا نہ ہو تو حکومت پر لازم ہے کہ ایسے افراد کی ضروریات زندگی کی تکمیل کرے۔

مسلمان تاجر کو چاہئے کہ وہ اس حلال کاروبار کو اختیار کرے جس سے لوگوں کی زیادہ ضروریات پوری ہوں اور جس میں دنیا و آخرت کا فائدہ ہو مثلاً ایک سونے، زیورات اور زرگری کا کاروبار ہے، دوسری طرف سستے گھر، فلیٹ بنانے کا عمل ہے۔ ایک اچھے تاجر اور سرمایہ کار کی شان یہ ہے کہ وہ دوسرے کاروبار کی طرف متوجہ ہو تاکہ لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری ہوں۔ ایسے ہی نقش و نگار، اشیاء تکبر و اسراف اور لگزری مصنوعات کے کاروبار سے حتی الامکان پرہیز کرے اور ضروریات زندگی کی تکمیل سے جڑی اشیاء کی فراہمی کے واسطے تجارت کرنا ایک ناگزیر عمل ہے اور اگر یہ نہ ہو تو نظام زندگی کے معطل ہوجانے بلکہ درہم برہم ہوجانے اور بنی نوع انساں کے مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہوجانے کا شدید خدشہ ہے۔ اگر کسی جگہ دوا کی دکان نہ ہوتو لوگ کسی کے بیمار ہوجانے پر دوا کی عدم دستیابی کی وجہ سے مصیبتوں میں مبتلا ہوں گے، اگر کسی جگہ کپڑے کی تجارت نہ ہو تو لوگ کسی میت کے کفن یا دیگر انسانی ضروریات کی تکمیل کے لئے پریشان ہوں گے، اسی طرح شہروں میں اگر غلہ اور دیگر اشیائے خوردنی کی تجارت نہ ہو تو لوگوں کے لئے روپیہ پیسہ کے ہوتے ہوئے بھوکوں مرنے کی نوبت آسکتی ہے۔ انہیں مثالوں پر دیگر کاروبار اور پیشوں کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

"إني وهبت لخالتي غلاما أرجو أن يبارك لها فيه وقلت لها لا تسلميه حجاما ولا قصابا ولا صائغا" (30)

ترجمہ: "اپنی خالہ کو میں نے غلام ہبہ کیا، دعا ہے کہ اللہ تعالی اس میں برکت عطا فرمائیں اور میں نے خالہ کو کہا کہ اس غلام کو حجام، قصائی اور سنارے کے حوالے نہ کرنا۔"

مطلب کہ اگر آپ اس کو کوئی ہنر سکھانا چاہیں تو کوئی اچھا سا ہنر سکھانا، اس کو ایسے ہنر نہ سکھانا۔ اسی وجہ سے علماء ان حرفتوں کو مکروہ تنزیہی فرمایا ہے۔

ضرورت شدیدہ کے علاوہ قرض لینا:

خوشحال زندگی گذارنے کے لیے اسلام کا ایک معاشی ادب قرض سے دور رہنا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"أقل من الدين تكن حرا"(31)

ترجمہ: "قرض کم کریں اور آزاد زندگی گذاریں۔"

قرض کم کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ کم زیادہ قرض نہ ہوا گر کم قرض کو تو کوئی مسئلہ نہیں، اس حدیث شریف ک مقصد قرض والے ہر معاملے سے دور رہنا ہے۔ اسلام محنت اور ہمت سے کام کرنے کی ترغیب کے ساتھ آمدنی اور مصرف میں موازنہ رکھنے کا حکم دیتا ہے کہ قرض سے خود کو بچائیں وگرنہ قرض خواہ پریشان کریں گے اور آدمی ان کا نوکر بن کر رہے جائے گا۔

جلد صبح کاروبار کی طرف جانا:

تجارت کے لئے صبح سوےرے نکلنا اور اپنی دکان علی الصباح کھولنا بہتر ہے کیونکہ اس وقت کے لئے نبی کریم ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی ہے، اس لئے ایسا کرنے سے اموال تجارت میں بھی برکت کی قوی امید ہے۔صخر غامدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اے اللہ! میری امت کے لئے دن کے ابتدائی حصے میں برکت ڈال دے‘‘ اور آپ کو جب بھی کوئی سریہ (فوجی دستہ) یا لشکر روانہ کرنا ہوتا تو اسے دن کے ابتدائی حصے میں روانہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت صخرؓ ایک تاجر آدمی تھے، وہ اپنی تجارتی کارندوں کو دن کے اول حصے میں روانہ کیا کرتے تھے چنانچہ وہ مال دار ہوگئے تھے اور ان کی دولت بہت بڑھ گئی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بارے میں بھی اسی قسم کی روایت ہے کہ جب انہوں نے بنی قینقاع کے بازار میں تجارت شروع کی تھی تو ان کا معمول یہی تھا کہ وہ بازار صبح سویرے چلے جایا کرتے تھے اور تجارت کے کاموں میں مشغول ہوجایا کرتے تھے۔(32)

حسن معاملت سے کام نہ لینا:

اسلام ہر معاملے میں فرائض ادا کرنے کے بعد نفل کی رہنمائی فرماتا ہے۔ کاروبار میں انسان پر یہ فرض ہے کہ جھوٹ نہ بولے، دھوکہ نہ دے، ذخیرہ اندوزی نہ کرے، عیب نہ چھپائے، سودی اور کوئی ناجائز معاملہ نہ کرے۔ ان فرائض کے بعد نفل کا درجہ آتا ہے اور وہ نرمی اور آسانی کا معاملہ ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"رحم الله رجلا سمحا إذا باع، وإذا اشترى، وإذا اقتضى " (33)

ترجمہ: "اللہ رحم فرمائے اللہ تعالیٰ س شخص پر جو بیچنے، خرید نے اور تقاضا کرنے کے وقت نرمی اور سہولت کا معاملہ فرماتا ہے۔"

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"أظل الله عبدا في ظله يوم لا ظل الا ظله انظر معسرا أو ترك لغارم" (34)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس شخص کو اپنے سائے میں جگہ دیں گے جس دن اللہ تعالی کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا اور یہ وہ شخص ہے جس نے تنگدست کو مہلت دی یا مقروض کو چھوڑ دیا۔"

سفارشات:

☆ ضروری ہے کہ تجارت سے نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ تمام انسانوں کی اور مسلمانوں کی خدمت اور حاجت روائی کی نیت کی جائے تو اس وقت تجارت عبادت کی ایک صورت بن جائے گی اور اس کے ساتھ تجارت اور حرفت میں انسانوں کو راحت اور آرام پہنچانے کی نیت کی جائے گی۔

☆تجارت کو محض تجارت یا پیسا کمانے کا آلہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اس میں یہ نیت ہو کہ میں تجارت اس لئے کر رہا ہوں تا کہ اس شعبے میں اللہ رب العزت اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات اس پیشے میں زندہ ہو جائیں اور اس طرح تاجر عملی طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا بن جائے۔

☆اسلام نے خرید اور فروخت کے کسی ایسے نظام کو جائز نہیں رکھا جس سے فاسد نظام انشاء پرواز ہو یا اس کو تقویت ملے۔

نتائج:

☆آپ ﷺ نے خود خرید و فروخت فرما کر امت کو اس کے احکام کی تعلیم دی اور آپ ﷺ کے سامنے خرید فروخت ہوتی تھی اور آپ ﷺ کا امت کو اس پر باقی رکھنا خرید فروخت کی مشروعیت پر دلیل ہے۔

☆کام کرنے کی ایک شرط مستقل مزاجی ہے، تنگ دلی اور بے زاری سے بچا جائے۔ تھوڑا کام اگر ہمت، چستی، مستقل مزاجی اور محنت ہو تو یہ اس کام سے بہتر ہے جس سے بے زاری اور انقطاع سے ہو۔

☆طعام کا اثر اور عکس انسان کے اخلاق اور صفات پر پڑنے کی وجہ سے اچھے اور پاکیزہ کھانوں کا اثر انسان پر اچھا پڑتا ہے اور برے کھانے کا اثر انسان پر برائی سے پڑتا ہے۔ اسی حکمت کی وجہ سے مضر اور خبیث اشیاء انسان پر حرام قرار دی گئی ہیں۔

☆ افسوس کی بات یہ کہ آج ہم غیروں کی طرح دیر رات تک لہو و لعب میں مشغول رہتے ہیں اور صبح کو نماز اور

ذکر وتلاوت سے غافل ہوکر سوتے رہتے ہیں۔ صبح جلد اپنے کاروبار کی طرف نکلیں، گو اس وقت کاروبار نہ ہو مگر برکت حاصل کرنے کی نیت سے اپنے کام پر ضرور جانا چاہیے۔

☆ مسلمان تاجر کو چاہئے کہ اپنی ذات میں احسان والا معاملہ پیدا کرے اگر کوئی ضرورتمند آجائے تو قیمت میں کچھ کم کرے، یا وزن میں زیادتی کرے۔ جھکتا تولنے کا ویسے بھی اسلام نے حکم دیا ہے، ایسے ہی بسا اوقات کوئی گاہک غبی اور کند ذہن ہوتا ہے، جس کو اشیاء کی عمدگی اور خساست کی تمیز نہیں ہوتی تو مسلمان تاجر کی شان ہے کہ اس کو درست مشورہ دے۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ قواعد شرعیہ کی رعایت ہر چیز میں ضروری ہے کیوں کہ طلب علم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس سے ان تمام مشاغل کا علم طلب کرنا مراد ہو گا، مشغلہ رکھنے والوں کو جن مسائل کی حاجت ہو اور کسب کرنے والا کسب کے مسائل جاننے کا محتاج ہے اور جب اس سلسلہ کے احکام جان لے تو معاملات کو فاسد کرنے والی چیزوں سے واقف ہو جائے گا، لہٰذا ان سے بچے گا، اور ایسے شاذ ونادر مسائل جو باعث اشکال ہوں ان کے ہوتے ہوئے معاملہ کرنے میں سوال کر کے علم حاصل کرنے تک توقف کرے گا اور اس کا بعد میں علم حاصل کرے گا۔ اس لیے علم تجارت سے اولاً اس قدر جاننا ضروری ہے کہ جس سے جائز وناجائز میں تمیز ہو اور یہ پتہ چل سکے کہ کون سا معاملہ وضاحت کے ساتھ جائز ہے اور صحیح ہے، اور کس میں اشکال ہے۔

ان تفصیلات کے بعد ہم سب کے لیے از حد ضروری ہے کہ ہم حدود شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے کسب معاش کریں، اور حصول معاش سے قبل اس کا علم شرعی ضرور ضرور حاصل کر لیں، مبادا یہ کہ یہ کسب کل بروز قیامت ہمارے لیے وبال بن جائے اور ہماری آخرت برباد ہو جائے۔

حوالہ جات

[1] الزبيدي مرتضى محمد بن محمد :تاج العروس ، الكويت دار الهداية، طبع بدون طبعة 1972م، ج10، ص 278

[2] المصدر نفسه، ج10، ص 279

[3] سوره، البقره،(02)، آیت:16

[4] ابن منظور محمد بن مكرم الإفريقى: لسان العرب، بيروت دار صادر، الطبع الثالث 1414هـ، ج8، ص24

[5] سوره،البقره، (2)، آیت :207

[6] علي حيدر: درر الحكام شرح مجلة الاحكام العدليه، بيروت دارالكتب العلميه ،الطبعة الثانية 1414هـ، ج1، ص 93

[7] أبو الحسن علي بن سليمان: الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف، بيروت دار إحياء التراث العربي، ج4، ص 260

[8] سوره، البقره، آیت:٢٧٥

[9] الطحاوي أحمد بن محمد: شرح مشكل الآثار، بيروت مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى 1415 هـ، ج9،ص 232

[10] الكوسج إسحاق بن منصور: مسائل الإمام أحمد بن حنبل و إسحاق بن راهويه، المدينة المنورة عمادة البحث العلمي، الطبعة الأولى 1425هـ ، ج6، ص 2553

[11] الزحيلي وهبة بن مصطفى: الفقه الإسلامي وأدلته، دمشق دار الفكر، الطبعة الاولىٰ 1422هـ ، ج5،ص 2307

[12] الترمذي أبو عيسى محمد بن عيسى : سنن الترمذي، تحقيق : أحمد محمد شاكر و آخرون، مصر شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة الثانية، 1395 هـ ، ج2،ص 357

[13] **امام غزالی: کیمیائے سعادات، ص 622**

[14] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (المتوفى: 273هـ): سنن ابن ماجه ،محقيق: شعيب الأرنؤوط و آخرون، بيروت دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى 1430 هـ ،ج3،ص 337

[15] أبو سعيد بن الأعرابي أحمد بن محمد : معجم ابن الأعرابي، تحقيق وتخريج: عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني، المملكة العربية السعودية دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى 1418 هـ ،ج2، ص 636

[16] سوره، الأعراف، (07)،آيت: 10

[17] سوره، الأعراف، (07)،آيت: 96

[18] أبو داودسليمان بن الأشعث :سنن أبي داود، بيروت، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى 1430 هـ، باب خيار المتبايعين، ج5، ص 324

[19] المرجع السابق، باب في الابتكارفي السفر، ج4، ص 247

[20] أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل (المتوفى: 241هـ): مسند الإمام أحمد بن حنبل،المحقق: شعيب الأرنؤوط وآخرون، بيروت، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى 1421 هـ ، ج33، ص 403

[21] سوره،التوبة (09)، آيت: 103

[22] سوره،البقرة (02)،آيت: 276

[23] أحمد بن حنبل: مسند الإمام أحمد بن حنبل، المرجع السابق، ج31، ص 36

[24] **غازی محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات معیشت و تجارت، اپریل 2010، لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ص 24-25**

[25] الدارمي أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد: الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، بيروت مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى 1408هـ، ج2، ص 510

[26] سورة، البقرة (2) آيت : 168

[27] **عثمانی شبیر احمد علامہ: تفسیر عثمانی، اضافہ عنوانات و تحقیق، ولی رازی مولانا، سن و طبع ند، کراچی دار الاشاعت، ص 71**

[28] سورة،الانعام (06)، آيت:۱۴۵

[29] أبو الحسين مسلم بن الحجاج : الجامع الصحيح مسلم، بيروت دارالجيل، ج 3، ص 85

[30] البيهقي أبو بكر أحمد: السنن الكبرى ، الرياض مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، ج6، ص 210

[31] البيهقي أبو بكر أحمد بن الحسين : شعب الإيمان، الرياض مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى، 1423هـ، ج7، ص385

32 البخاري محمد بن إسماعيل: صحيح البخاري، بيروت دار ابن كثير اليمامة، الطبعة الثالثة 1987ھ، ج2، ص722

33 المرجع السابق، ج3، ص 57

34 أبو عبد الله أحمد بن محمد: مسند الإمام أحمد بن حنبل، المرجع السابق، ج1، ص 393